بنگلہ دیش کے بلدیاتی انتخابات

حافظ محمد ادریس

بنگلہ دیش میں بلدیاتی انتخابات کا جو مرحلہ وار سلسلہ ۱۹ فروری ۲۰۱۴ء کو شروع ہوا تھا وہ ۳۱ مارچ ۲۰۱۴ء کو مکمل ہوگیا۔ بنگلہ دیش کی آبادی کم و بیش ۱۶ کروڑ ہے اور یہاں کُل اضلاع ۶۴ ہیں۔ یہاں سب ڈویژن یا تحصیل کہنے کے بجاے سب ڈسٹرکٹ یا اُوپاضلع (Upazila) کہا جاتا ہے۔ کل ۴۸۷ اُوپاضلع ہیں۔ ان میں سے ۴۶۹ میں انتخابات ہوسکے، جن میں سے بیش تر کے نتائج کا الیکشن کمیشن نے اعلان کر دیا ہے۔ ۴۵۵ تحصیلوں میں حکومت اور اپوزیشن میں مقابلہ ہوا۔ ان انتخابات میں جو حقائق سامنے آئے ہیں وہ بڑے چونکا دینے والے ہیں۔ حکمران عوامی لیگ نے ان انتخابات میں جو دھاندلیاں کی ہیں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مرحلہ وار انتخابات کے نتائج کو دیکھیں تو پہلے مرحلے میں عوامی لیگ کی حکومت، بی این پی جماعت اسلامی اتحاد کے مقابلے میں شکست کھا گئی تھی۔

پہلے مرحلے کی ان تحصیلوں میں سے ایک پیرگنج بھی تھی، جو حسینہ واجد کے انتخابی حلقے کا حصہ ہے۔ یہاں عوامی لیگ کا اُمیدوار براے چیرمین سیادت حسین تمام تر دھاندلی کے باوجود ۷۰ ہزار ۸ سو ۷۷ ووٹ حاصل کرسکا، جب کہ اس کے مدمقابل بی این پی کے اُمیدوار نور محمد مندل نے ۷۴ ہزار ۹ سو ۴۲ ووٹ لے کر یہ نشست جیت لی۔ اس دوران بی این پی کے عہدے داران نے ایک پریس کانفرنس میں جو ڈیلی نیو ایج میں ۲۱ فروری ۲۰۱۴ء کو چھپی، اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اپنی شکست دیکھ کر عوامی لیگ حکومت اگلے مراحل میں انتخابی نتائج چرانے کا منصوبہ بنا چکی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اپوزیشن اتحاد سے تعلق رکھنے والے اُمیدواروں کو پولیس گرفتار

کرکے جیلوں میں ڈال رہی ہے۔ جماعت اسلامی اور بی این پی کے عہدے داران نے اس پر شدیداحتجاج کیا تھامگرحکومت کے کان پرجوں تک نہ رینگی۔

الیکشن کے شیڈول کے دوسرے مرحلے سے قبل ہی عوامی لیگ نے تشدد، ماردھاڑ، قتل وغارت گری اورمخالف اُمیدواروں کے علاوہ ان کے حامیوں بلکہ عام ووٹرز کوبھی اس قدر ہراساں کردیا کہ جولوگ ووٹ دینے کے لیے آئے وہ جان ہتھیلی پر رکھ کرگھر سے نکلے۔کئی اُمیدواراوران کے فعال کارکنان جیل میں ڈال دیے گئے۔اس کے باوجودعوامی لیگ اس مرحلے میں بھی شکست کھاگئی۔تیسرامرحلہ دوسرے مرحلے کے دو ہفتے بعد،یعنی ۱۵مارچ کوآیا توعوامی لیگ نے ایسی صورت حال پیدا کردی کہ جس میں ووٹ ڈالنے والوں کو پولنگ اسٹیشن کے اندر جانے کے لیے چھلنی سے گزارا گیا، اورستم بالاے ستم یہ کہ بیلٹ بکس راتوں رات عوامی لیگ کے حامی اُمیدواروں کے حق میں ووٹوں سے بھر دیے گئے۔اس ظالمانہ بندوبست کے باوجودعوامی لیگ معمولی اکثریت حاصل کرپائی۔ چوتھے مرحلے میں، یعنی ۲۳مارچ ۲۰۱۴ءکوعوامی لیگ نے دھاندلی اورتشدد میں اتنا اضافہ کردیا کہ اپوزیشن اتحاد سےمتعلق نمایندوں نے اپنے ووٹرز کی جانیں بچانے کے لیے بائیکاٹ کی دھمکی دی اور عملاً ۱۵ سے ۲۰ تک حلقوں میں اپوزیشن اُمیدواروں نے بائیکاٹ کردیا۔

چوتھے مرحلے کے انتخابی معرکے میں عوامی لیگ کی حکومتی سطح پرغنڈا گردی نے ایسے حالات پیدا کردیے کہ اکثر پولنگ اسٹیشنوں پرعملاً ووٹ ڈالے ہی نہ جاسکے۔انتخابی عملہ خاموش بیٹھا رہااورعوامی لیگ کے کارکن ٹھپے لگالگا کربیلٹ بکس بھرتے رہے۔یوں حکومتی پارٹی نے واضح اکثریت حاصل کرلی۔جب آخری اور پانچواں مرحلہ ۳۱مارچ کوہواتوتمام غیرملکی مبصرین نے ماحول کو دیکھتے ہوئے کہا کہ اس ووٹنگ کوانتخاب کہنا انتخابات اورجمہوریت کے ساتھ بدترین اورسنگین مذاق ہے۔بی این پی نے اس انتخاب کاعملاً بائیکاٹ کردیا۔اسےعوامی لیگ نے یک طرفہ بلڈوز کیالیکن عوام کی شدیدنفرت کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ اس کے باوجودعوامی لیگ کے ۵۳ چیرمین کے مقابلے میں عوام نے بی این پی کے ۱۴ اور جماعت اسلامی کے تین نمایندے کامیاب کروادیے۔ ہرچند کہ حکومتی ٹولے نے ہرمرحلے میں ظلم وستم اور بدیانتی ودھاندلی کے ذریعے

نتائج کو اپنے حق میں بدلا ہے۔

اب آیئے مرحلہ وار تجزیہ کر کے دیکھیں کہ حسینہ واجد کے ظالمانہ اقدامات نے کس طرح ان انتخابات کو ایک دل چسپ ڈراما بنا دیا ہے:

پہلا مرحلہ:	عوامی لیگ: ۳۷ فی صد	بی این پی + جماعت اسلامی ۶۳ فی صد
دوسرا مرحلہ:	عوامی لیگ: ۳۹ فی صد	بی این پی + جماعت اسلامی: ۶۰ فی صد
تیسرا مرحلہ:	عوامی لیگ: ۵۳ فی صد	بی این پی + جماعت اسلامی: ۴۷ فی صد
چوتھا مرحلہ:	عوامی لیگ: ۶۳ فی صد	بی این پی + جماعت اسلامی: ۳۷ فی صد
پانچواں مرحلہ:	عوامی لیگ: ۷۶ فی صد	بی این پی + جماعت اسلامی: ۲۴ فی صد

یہ صرف چیرمینوں کا تجزیہ ہے وائس چیرمینوں (مردوخواتین) کا تجزیہ نہیں کیا گیا۔ مجموعی طور پر دیکھیں تو ۱۹ فروری کو جو عوامی لیگ ۳۷ فی صد پر تھی، وہ ۳۱ مارچ کو ۷۶ فی صد پر جا پہنچی۔ یا للعجب! اسی طرح جو اپوزیشن ۶۳ فی صد کی اکثریت رکھتی تھی صرف چھے ہفتے میں ۲۴ فی صد پر لے آئی گئی۔ کیا یہ منصفانہ انتخابات ہیں!!

اگر مجموعی تجزیہ کریں تو پوزیشن یہ بنتی ہے:

عوامی لیگ ٹوٹل چیرمین:	۲۲۱	(۵۲ء۳۶ فی صد)
اپوزیشن اتحاد (بی این پی اور جماعت اسلامی):	۲۰۱	(۴۷ء۶۴ فی صد)

ان انتخابات کے دوران ایک دل چسپ اور حوصلہ افزا بات یہ بھی سامنے آئی ہے کہ جماعت اسلامی کے خلاف موجودہ بنگلہ دیش حکومت کے حد سے بڑھتے ہوئے انتقامی وظالمانہ اقدامات کے باوجود جماعت کی حمایت میں کمی کے بجائے اضافہ ہوا ہے۔ جماعت کو حسینہ واجد حکومت نے از حد غیر اخلاقی وغیر قانونی حربے استعمال کرتے ہوئے خلافِ قانون قرار دے دیا ہے۔ اس کی ساری قیادت جیلوں میں بند ہے اور بیش تر راہ نماؤں کو سزاے موت سنا دی گئی ہے۔

جماعت کے راہنما جناب دلاور حسین سعیدی (سابق ممبر پارلیمنٹ) کے صاحبزادے مسعود سعیدی اپنے آبائی علاقے میں تحصیل کے چیرمین منتخب ہو چکے ہیں۔ مسعود سعیدی نے تحصیل ضیانگر کے انتخابات میں چیرمین کی نشست ۲۱ ہزار ۷۷ ووٹوں سے جیتی ہے۔ ان کے مدمقابل

حکومتی اُمیدوار عبدالخالق غازی جو دوسرے نمبر پر تھے، صرف ۶۶۱۵ ووٹ حاصل کرسکے اور پھر پُرتشدد کارروائیوں پر اتر آئے۔ واضح رہے کہ مولانا دلاور حسین سعیدی بھی اس علاقے سے بھاری اکثریت کے ساتھ پارلیمانی انتخاب جیتتے رہے ہیں۔ اس طرح کے کئی دیگر واقعات بھی ریکارڈ کا حصہ بن چکے ہیں۔ اب عوامی لیگ نے قتل و غارت گری کا ایک نیا دور شروع کر دیا ہے جس کا بڑا ہدف جماعت اسلامی اور چھاترو شبر (اسلامی جمعیت طلبہ) کے ذمہ داران و کارکنان ہیں۔ اب تک کئی شہادتیں ہوچکی ہیں مگر عوامی لیگ سے نفرت بھی اسی تناسب سے روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔

بی این پی کے قائم مقام سیکرٹری جنرل مرزا فخرالاسلام عالم گیر، جماعت اسلامی کے قائم مقام امیر جناب مقبول احمد اور قائم مقام سیکرٹری جنرل ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے الگ الگ بیانات میں واضح الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ انھوں نے ان بلدیاتی انتخابات میں حصہ لے کر عوام کی رائے معلوم کرنے اور آیندہ کا لائحہ عمل طے کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اب اس غاصب حکومتی ٹولے کے خلاف بھرپور عوامی احتجاج کے ذریعے نئے سرے سے جدوجہد کا آغاز کیا جارہا ہے۔ دوسری طرف کئی تجزیہ نگار یہ لکھ رہے ہیں کہ عوامی لیگ ۲۰۱۹ء تک اپنے اقتدار کے دوران ون پارٹی رول کی فضا بنانے کا پروگرام رکھتی ہے۔ وڈرو ولسن انٹرنیشنل سنٹر واشنگٹن میں سابق امریکی سفیر ولیم بی میلام (William B. Milam) نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ گذشتہ دو عشروں میں بنگلہ دیش کی معیشت نے جو کچھ حاصل کیا ہے موجودہ حکمرانوں کی جمہوریت کش پالیسیوں کی وجہ سے اس کے تباہ و برباد ہوجانے کا خدشہ اور امکان موجود ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون ۸/اپریل ۲۰۱۴ء)